سے محروم کرنے کے لیے کھلے اور چھپے جو اقدامات اور سازشیں کی گئی ہیں' سب کے سامنے ہیں۔ اگر اربکان کو "فیر" (fair) موقع ملتا تو معلوم نہیں اس ایک سال میں ترکی کہاں سے کہاں پہنچ جاتا اور امت مسلمہ میں زندگی نو کی روح دوڑ جاتی۔ جیسا کچھ موقع ملا' اس میں ریکارڈ کارکردگی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ آج اربکان اور ان کے ساتھیوں پر کرپشن کے' مفادات حاصل کرنے کے' بنکوں سے قرضے لینے اور معاف کروانے اور ملکی معیشت تباہ کرنے کے الزامات نہیں ہیں جو مسلم دنیا کے سیکولر حکمرانوں کا طرہ امتیاز ہیں۔ حکومت کی پالیسیوں کے مثبت نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ اندرونی قرضوں میں جو یکم جولائی ۹۶ کو ۳۵ ملین ڈالر تھے' اگر ماضی کی رفتار سے اضافہ ہوتا تو دسمبر۹۷ میں ۵۸ ملین ڈالر ہو جاتے لیکن دسمبر۹۶ میں ۲۲ ملین تک آ گئے اور دسمبر۹۷ میں ۱۵ ملین تک آ جائیں گے (یعنی ۴۳ ملین کی کمی)۔ متعدد واضح اقدامات کر کے' کرپشن کو بڑی حد تک قابو کر لیا گیا ہے۔ فضول اخراجات ختم کر کے ایک ہی سال میں ایک بلین ڈالر کی بچت کی گئی ہے۔ داخلی محاذ پر ہی نہیں' بین الاقوامی سطح پر بھی ۱۱ ماہ کی مختصر مدت میں غیر معمولی کارکردگی کا مظاہرہ ہوا ہے۔ ڈی۔۸ کا حالیہ اجلاس امت کی تاریخ میں ایک موثر ثابت ہو سکتا ہے۔

رفاہ کی کامیابیوں کی بنا پر کسی آیندہ انتخابات میں بہتر نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے۔ بیرونی مبصر بھی یہی اندازے لگا رہے ہیں اور طریقہ انتخابات میں تبدیلی کی تجویز پیش کر رہے ہیں تاکہ آیندہ ۲۱ فی صد مسئلہ نہ بن سکے۔ سیکولر پارٹیوں کو متحد کرنے کی کوشش بھی جاری ہے تاکہ عدم اعتماد کے ووٹ میں کامیابی حاصل کی جا سکے۔ فوجی قیادت کسی تکلف کے بغیر ہر ممکن اقدام کر رہی ہے۔ یوں کش مکش میں اضافہ ہو رہا ہے۔

رفاہ پارٹی اور فوج کے درمیان محاذ آرائی کی فضا' دراصل اسلام اور سیکولرازم کی کش مکش ہے جو سیاسی' سماجی اور معاشی دوائر میں کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ یہ بحث چل نکلی ہے کہ کمال ازم بحران کا شکار ہے اور سیکولر ریاست دم توڑ رہی ہے۔ کرپشن' قرضوں کی معیشت' غیر موثر حکومت' افراط زر' بے روزگاری' کم تنخواہیں' لاقانونیت' جرائم اس کے تحفے ہیں۔ لہٰذا یہ محض اربکان اور فوج کی لڑائی نہیں ہے بلکہ سیکولرازم اپنی نئی تعمیر اور از سرنو اہداف کے تعین کے لیے کوشاں ہے۔ حزب اختلاف کے اخبار "حریت" کے مدیر Ertugrul Ozkok رقم طراز ہیں: "ترکی ۱۹۲۳ میں قائم ہونے والی جمہوریہ پر معترض ہو رہا ہے۔ ایک نئی جمہوریہ وجود میں آ رہی ہے۔ یہ وقت ہے کہ اس پر کھل کر بات کی جائے"۔

جبکہ دوسری طرف اسلام' اپنے سیاسی رول پر مصر ہے۔

یہ بحث و مباحثہ' پارلیمنٹ سے نکل کر سڑکوں پر' میڈیا میں اور چائے خانوں میں پہنچ گیا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا بھی ان بحثوں کو مناسب جگہ دے رہا ہے۔ ان موضوعات پر مذاکرے ہو رہے ہیں' سنجیدہ گفتگو کا سلسلہ چل نکلا ہے۔ صدر سلیمان ڈیمرل' جن کی حکومت کو دو بار فوج نے گرایا' ملک کے دانشور اور جہاندیدہ

انسانوں میں ان کا شمار ہوتا ہے، کہتے ہیں: "سسٹم کی تبدیلی کی بحث نہ کی جائے، اس کی صلاح پر زور دیا جائے ورنہ بڑی قربانیاں دینی پڑیں گی"۔ ان کے بیان میں جہاں سسٹم کو بچانے کی خواہش کارفرما ہے، وہیں اس کشمکش میں کود پڑنے والوں کو قربانیاں دینے کے لیے تیار رہنے کی "خوشخبری" بھی ہے۔

جنرل Cevic Bir، ڈپٹی چیف آف سٹاف ہیں۔ انھوں نے رفاہ کی قیادت کو خبردار کیا کہ:
"ترک فوج ریاست کے جمہوری مزاج کی محافظ ہے۔ ہماری جمہوریت، سیکولرازم اور فرد کی آزادی اور حقوق سے عبارت ہے، ہر شہری کا فرض ہے کہ ان اصولوں کی پاسداری کرے"۔ وزیراعظم اربکان نے فوراً ہی اس کا نوٹس لیا اور اتاترک کا حوالہ دیتے ہوئے کہا: "ہمارے دستور کے تحت عوام غیر مشروط طور پر اختیارات کا سرچشمہ ہیں، کوئی ان پر زبردستی دباؤ نہیں ڈال سکتا۔ جو جمہوریت پر یقین رکھتا ہے، اسے قوم کے فیصلوں کا احترام کرنا ہو گا۔ انتخاب ہو چکے ہیں اور قوم نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے"۔

اس کشمکش کے نتیجے میں یہ بات عام ہو گئی ہے کہ سیکولرازم، عوام دشمن ہے، ان کے جذبات اور آرا کا احترام نہیں کرتا، جمہوریت کش ہے، اپنی رائے پر بضد رہتا ہے اور اسلام دشمن بھی ہے، اسے خاطر ہی میں نہیں لاتا۔

فوج کو اب تک جو پاپڑ بیلنے پڑے ہیں اور احکامات دینے کے باوجود ان کی تعمیل کا انتظار کرنا پڑا ہے اس کا سبب یہ خوف ہے کہ اگر فوج خود اقتدار میں آتی ہے اور سیاسی بساط لپٹ جاتی ہے تو رفاہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور عوامی تائید کے پیش نظر خدشہ ہے کہ ترکی تشدد اور لاقانونیت کی طرف چل نکلے، معیشت زمین بوس ہو جائے اور معاشرہ کے تار و پود بکھر جائیں۔ الجزائر کا منظرنامہ سب کے سامنے ہے۔ خود ترکی کی تاریخ میں جب ستر کی دہائی میں رائٹ لیفٹ کی کشمکش ہوئی تھی تو روزانہ ۲۵/۳۰ افراد اوسطاً مارے جاتے تھے۔ بارہ سالہ کردوں کی بغاوت میں بھی اب تک ۲۰ ہزار سے زائد لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔ دانشور اور اہل قلم نرم انقلاب کے ذریعے تبدیلی کی نوید سنا رہے ہیں لیکن ہر کوئی خوفزدہ ہے کہ یہ عمل پرامن طور پر جاری رہ سکے گا یا نہیں۔

ترکی کی اسلامی پارٹی نے جمہوری اور انتخابی طریقے سے تبدیلی کا راستہ دکھایا ہے، لیکن "سیکولرازم" بہت ہی تھڑولا اور کم ظرف واقع ہوا ہے، اس میں نہ وسعت ہے اور نہ حوصلہ، اس کے پاس نہ استدلال کی قوت ہے اور نہ عوامی تائید۔ پچھلی تمام صدیوں میں دنیا بھر میں سیکولرازم ہی کا سکہ رواں رہا ہے۔ سرمایہ داری کے نام پر، سوشلزم کے نام پر، نیشنلزم کے عنوان سے یا کیمونزم کے نعروں پر۔ وقت نے اس سکے کو کھوٹا ثابت کر دکھایا ہے۔ انسانیت کے سارے دکھ اسی کے تحفے ہیں، دنیا کو سارے چرکے اسی نے لگائے ہیں۔ ترکی میں سیکولرازم کے خلاف یہ لڑائی اپنے آخری مراحل میں داخل ہو رہی ہے۔

الجزائر: انتخابات اور بعد

عبدالغفار عزیز

۵ جون کو ہونے والے انتخابات کی اصل اہمیت یہی تھی کہ یہ الجزائر میں ہو رہے تھے' لیکن ۱۹۹۲ اور ۱۹۹۷ کے انتخابات میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ اس وقت الجزائری عوام کو آزاد اور پر امن ماحول میں حق رائے دہی کا موقع دیا گیا تھا اور عوام کی ۸۰ فی صد اکثریت نے "جبہۃ الانقاذ الاسلامی" یعنی اسلامی فرنٹ (FIS) کو اپنا نجات دہندہ قرار دیا تھا۔ پانچ سال تک الجزائری عوام کو اس "جرم" کی سزا دینے کے بعد' ۹۷ کے انتخابات میں نہ آزاد ماحول تھا' نہ جان کا تحفظ تھا' اور نہ عوام کے حقیقی نمایندے میدان میں رہنے دیے گئے تھے۔ اسلامی فرنٹ کی مرکزی قیادت عباسی مدنی' علی بلحاج اور عبدالقادر حشانی سمیت ہزاروں کارکنان ۹۲ سے لے کر اب تک پس دیوار زنداں ہیں' ان کے منتخب ارکان کی اکثریت ملک بدر ہے' کارکنان کی ایک بڑی تعداد شہید کر دی گئی ہے یا لاپتہ ہے اور اسلامی فرنٹ پر قانوناً پابندی لگا دی گئی ہے۔ ظاہر ہے ان حالات میں جو انتخابی عمل ہو گا وہ عوام کے نمایندے منتخب کرنے کے لیے نہیں' عالمی پشت پناہی' میڈیا اور حکومتی وسائل کی مدد سے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ہو گا۔

۹۲ کے فوجی ڈاکے سے لے کر اب تک الجزائری عوام جس عذاب میں مبتلا ہیں اس کی اندوہناک بازگشت آئے دن میڈیا پر سنائی دیتی رہتی ہے۔ ۲۰ قتل' ۲۵ ذبح' ۱۰۰ گرفتار...... ہر روز کوئی نہ کوئی بڑا واقعہ یک کالمی' چھوٹی سی خبر میں چھپانے کی کوشش اخبارات کا معمول بن گیا ہے۔ اخبارات اور عالم اسلام کو یہ معلوم کرنے کی فکر ہونی چاہیے کہ آئے دن بیسیوں مسلمان کیوں لاشوں میں بدل دیے جاتے ہیں۔ کیوں اب تک ۶۰ ہزار کے قریب انسان بیرونی قوتوں کی بھڑکائی گئی آگ کا شکار ہو چکے ہیں؟ قتل ہونے والوں کی اکثریت کیوں اسلامی فرنٹ کے کارکنان کی ہوتی ہے؟ کیا وجہ ہے کہ پورے الجزائر کو میدان جنگ میں بدل دینے' جگہ جگہ ٹینکوں' بکتربند گاڑیوں اور مسلح سپاہیوں کے پہرے کے باوجود قاتل نہایت اطمینان سے آتے ہیں اور انسانوں کو ذبح کرنے کے بعد اسی اطمینان سے واپس چلے جاتے ہیں۔ اور مقتولین کے وارثوں ہی کو اپنے پیاروں کے قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا جاتا ہے!

یہ واقعات اتنے تسلسل' بے رحمی اور بے شرمی سے ہوئے کہ اسلام دشمن مغربی پریس بھی ان کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا۔ ٹیکساس یونیورسٹی کے ماہر امور مشرق وسطیٰ کلیمنٹ ہنری اعتراف کرتے ہیں کہ "مجھے یقین ہے کہ اس دہشت گردی کے متعدد واقعات اس طور انجام دیے گئے کہ وہ اسلامی گروپوں کی کارروائی محسوس ہو' حالانکہ یہ کارروائیاں ملکی ایجنسیوں کی کارگزاری ہوتی تھیں"۔ (نیوز ویک' ۱۶ جون)